Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 1, Spring 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

معاصر سماج میں ایک مسلم ماں کو درپیش چیلنجز اور ذمہ داریاں:شریعتِ اسلامی کی روشنی میں حل

Title:	**The Challenges being faced by a Muslim Mother and Her Duties in the Contemporary Society: it's Solution in the Light of Sharia**
Author (s):	Shehla Shams[1], Shams ul Hussain Zaheer[1], Abid Iqbal[2]
Affiliation (s):	[1]Women University Swabi, Pakistan [2]Govt. Post Graduate College, Swabi, Pakistan
DOI:	https://doi.org/10.32350/mift.31.09
History:	Received: January 5, 2023, Revised: March 11, 2023, Accepted: April 14, 2023, Published: June 20, 2023
Citation:	Shams, Shehla, Shams ul Hussain Zaheer, and Abid Iqbal. "The Challenges Being Faced by A Muslim Mother and Her Duties in The Contemporary Society: It's Solution in The Light of Sharia." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no.1 (2023): 129–139. https://doi.org/10.32350/mift.31.09
Copyright:	© The Authors
Licensing:	This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

معاصر سماج میں ایک مسلم ماں کو درپیش چیلنجز اور ذمہ داریاں: شریعتِ اسلامی کی روشنی میں حل

The Challenges being faced by a Muslim Mother and her Duties in the Contemporary Society: it's Solution in the Light of Sharia

Shehla Shams*

Women University Swabi, Pakistan.

Shams ul Hussain Zaheer

Women University Swabi, Pakistan.

Abid Iqbal

Govt. Post Graduate College, Swabi, Pakistan.

Abstract

The norms of everyday life are diverted from past to current situation with fast changes in contemporary human life. People often depend in these changes/veracities upon the needs of the day but according to their thinking not the revealed law. A mother in past had its own responsibilities according to the challenges she was facings it those days, and today these responsibilities have been changed to a new shape with passage of time. Today as the whole world shaped to be a global village and the print, electronic, mass and social media has been accessed and new discoveries have come into being, the challenges of a Muslim mother increased to be accepted and resolved by her with courage and patience, supported by wisdom and knowledge of sharia. When Muslims ruled about the whole earth, their mothers were literate, knew the challenges of that era and played their role honestly, wisely, and believing that in reward to their obeying duties, they will be paid in hereafter. That was the reason which pushed them obeying their duty devotedly, and made their children to rule the world. In the contemporary era the same role with new power and courage is required to be played for this great cause. This article handles the said issue in a research manner and put a road-map for the new scholars, and opens new aspects of research for them. As this area relates to a case study so the said research method has adopted in this article.

Keywords: Muslim mother, Contemporary Society, Challenges, Responsibilities, Sharia, Solution

۱. تعارف

اسلام نے انسانی زندگی کو ایک متوازن نظام دیا ہے، اور اس میں مستحکم معاشرتی زندگی کو بنیادی اہمیت دی ہے اور یہی استحکام اُس اخلاقی تعلیم وتربیتی نظام کی مرہونِ منت ہے جو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ نے مہیا کی ہے اور اسی نظام میں معاشرے کی تمام اکائیاں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔اسلام نے جہاں والدین کی حقوق بیان کیے وہاں بچوں کے حقوق بھی واضح کئے ہیں اور یہ بھی سمجھایا ہے کہ اگروالدین اسلامی معاشرے کی ترویج میں بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں تو بچے بھی اسی کا نتیجہ ہے۔

*Corresponding author: Shehla Shams at shehlashamms@gmail.com

آج کے بچے کل کے والدین اور بزرگ ہوتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ حسن سلوک کے بجائے بے انصافی کی جائے تو اس سے معاشرے کا ارتقائی عمل مجروح ہو جاتا ہے۔ حسن سلوک، ادب واحترام، ایثار وشفقت اور عزت و وقار اسلامی معاشرے کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اسی کے تحت ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے کیونکہ ایک اچھے ماں کی تربیت کے سامنے ایک قوم کی مستقبل ہے۔ اسی لیے ایک ماں کے لیے اپنی ذمہ داریاں نبھانا ضروی ہے اور ان کو پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ چونکہ قرآن کریم میں مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں بھی اُس شخص کو آپ ﷺ نے اپنے کامل پیروکاروں میں سے خارج کر دیا ہے جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے، اس لیے اِس تحقیق میں جہاں ماں کی حیثیت ومقام واضح کی جائے گی وہاں ماں کی ذمہ داریاں اور مروجہ اوضاع میں اس پیش آمدہ چیلنجز کا جائزہ لیا جائے گا۔ چونکہ ہماری اس تحقیق کا تعلق وصف، تجزیہ اور احوال سے ہے۔ اس لئے اس میں ان متعلقہ مناہج تحقیق کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۲. معاصر سماج میں ایک مسلم ماں کو درپیش چیلنجز اور ذمہ داریاں

موجودہ دور میں انسان کی برق رفتار ترقی کے پیش نظر ایک مسلم ماں کو بے شمار چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، جس کو کو نبرد آزما ہونے کے لیے اُس کو بے شمار قربانیاں دینی پڑتی ہے اور اسی خاطر وہ اپنی اولاد کی زندگی بنانے کے لیے ساری زندگی سرف کر دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: إِنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجۡرٌ عَظِيمٞ۔ [۱] بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش ہے، اور اللہ کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

۳. اولاد کی پیدائشی وبنیادی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا

معاصر سماج میں ایک مسلم ماں پر اُس کی اولاد کے بہت سارے حقوق ہیں جن سے نبرد آزما ہونا ایک اہم ذمہ داری ہے اور یہ ضروری ہے کہ وہ اِن حقوق میں کوتاہی نہ کریں اور اِس کی ادائیگی کا اہتمام کریں یہ ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

۳.۱ نیک اولاد کی عطائیگی کے لیے دُعا کرنا

چونکہ نیک اور صالح اولاد والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہیں اس لیے ہر ماں باپ کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے نیک اولاد کی دُعا کریں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا [۲]

اے پرودگار ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

اللہ تعالی، اولاد کے حق میں والدین کی دُعا بہت جلدی سے قبول کرتا ہے اس لئے والدین کے لیے ضروری ہے کہ اولاد کو دُعاؤں سے فائدہ پہنچائیں، جیسا کہ قرآن کریم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وہ دُعا نقل ہے جو انہوں نے اپنی اولاد کے لیے کی تھی:۔

رَبَّنَا وَٱجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةٗ مُّسۡلِمَةٗ لَّكَ [۳]

اے ہمارے پرورد گار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھو اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہو۔

---

[۱] التغابن، ۶۴:۱۵۔

[۲] الفرقان، ۲۵:۷۴۔

[۳] البقرۃ، ۲:۱۲۸۔

۳.۲. حقِ حیات کا لحاظ رکھنا

جب ایک ماں بچہ کو جنم دیتی ہے تو وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اس لیے ماں کے ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بچے کی حفاظت کرے۔ چونکہ اسلام آنے سے پہلے اکثر معاشروں میں والدین اپنی اولاد کو تنگیٔ معاش کی وجہ سے یا تقرب محبوب کی خاطر معدوں کے لئے قربان کر دیتے تھے اور بعض لوگ جہالت کے اندھیروں میں رہ کر بیٹیوں کی پیدائش اپنے لیے بے عزتی تسلیم کر کے انہیں زندہ در گور کرتے تھے اسی لیے قرآن کریم نے قتل اولاد کو قانوناً جرم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا [۴]

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیوں کہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

اور قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِذَا ٱلْمَوْءُۥدَةُ سُئِلَتْ بِأَىِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ[۵] اور جب زندہ در گور کی ہوئی (بچی) سے سوال کیا جائے کہ وہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی؟ اس لیے درج بالا آیات میں صراحتاً بچوں کے قتل کو ناجائز، حرام اور ایک قبیح فعل گردانا گیا ہے اور انہیں حق زندگی سے نوازا گیا ہے۔

۳.۳. کان میں اذان دینا

والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہیں ہی اس کے کان میں اذان دے۔ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے: **عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ»**[۶] سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو جنم دیا تو رسول اکرم ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان کہی۔

۳.۴. تحنیک

ماں کے لیے مستحب ہے کہ کھجور یا دوسری میٹھی چیز منہ میں چبا کر بچے کے منہ میں رکھ دے، اس کو تحنیک کہا جاتا ہے چنانچہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے: **عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ»**[۷] سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا تو آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

۳.۵. اچھا نام رکھنا

---

[۴] بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۱۔

[۵] التکویر، ۸۱: ۸-۹۔

[۶] ترمذی، محمد بن عیسی، **سنن ترمذی** (مصر: شرکۃ مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی، ط ۲، ۱۳۹۵ھ)، الرقم: ۱۵۱۴۔

[۷] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۴۲ھ)، الرقم: ۵۴۶۷۔

چونکہ نام کا عقیدہ اور طبیعت پر اثر ہوتا ہے اس لیے والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اچھا سا نام رکھ دیں اس لیے کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ المَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الأَذَى عَنْهُ وَالعَقِّ».[8] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ساتویں دن بچے کا نام رکھنے، اس کے بال مونڈوانے اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳.۶ عقیقہ کرنا

والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ساتویں ہی دن بچے کا سر مونڈا جائے اور اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اس لیے کہ بچے کو عقیقہ کے ذریعہ آزادی ملتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ ہے:۔عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُسَمَّى، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ»[9] سیدنا سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ عقیقے کے بدلے گروی رکھا ہوا ہے، پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور اس کے سر کے بال منڈوائے جائیں۔

دوسری جگہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

> عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الحَسَنِ بِشَاةٍ، وَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ، احْلِقِي رَأْسَهُ، وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً، قَالَ: فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ۔[10]
>
> سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کا سر مونڈالوں، بالوں کے وزن کے برابر (چاندی) صدقہ کر۔ تو انھوں نے بالوں کا وزن کیا تو وہ ایک درہم کے برابر ہوا۔

۳.۷ ختنہ کرانا

والدین کی ذمہ داری ہے کہ ساتویں دن بچے کا ختنہ کرے تاکہ سنتِ ابراہیمی کی تابع داری ہوسکے۔ ختنہ کے بارے سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وَخَتَنَهُمَا لَسَبْعَةِ أَيَّامٍ[11] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حسن اور حسین کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کے ختنے کرائے۔

۳.۸ رضاعت کی ذمہ داری

---

[8] ترمذی، **سنن ترمذی**، الرقم: ۲۸۳۲۔

[9] ترمذی، **سنن ترمذی**، الرقم: ۱۵۲۲۔

[10] ترمذی، **سنن ترمذی**، الرقم: ۱۵۱۹۔

[11] امام بیہقی، **شعب الإیمان** (ریاض: کتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ط ا، ۱۴۲۳ھ)، الرقم: ۸۲۶۹۔

پیدائش سے پہلے بچے کے خوراک کا بندوبست ماں کے پیٹ میں کیا گیا ہوتا ہے اور جب بچے کو جنا جاتا ہے تو اس کے لیے خوراک کے طور پر انتظام ماں کے دودھ سے کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ[12] مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ حکم اُس کے لیے ہے جو رضاعت پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

۳.۹　اولاد کی پرورش کرنا اور زیورِ تعلیم سے آراستہ کرانا

بچے اپنی وجود کی حفاظت اور خورد و نوش کے لئے والدین کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے اسلام نے والدین کو اپنی اولاد کی تربیت اور نشو و نما کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اور اس کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[13] سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعایا کے متعلق بازپرس ہو گی۔ حاکم وقت بھی نگہبان ہے اور آدمی اپنے اہلِ خانہ کا نگہبان ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اپنے رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

تعلیم انسانی شخصیت کا زیور ہے۔ اور بچے کی شخصی نشو و نما کے لئے تعلیم بے حد ضروری اور اہم ہے چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[14]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

اب چونکہ بچے کی زندگی کا پہلا اور بنیادی مسکن ماں کی شفقت بھری گود ہوتی ہے۔ ماں اگر بچے پر محنت کرے تو یہ ماں کی گود سے ہی مادر زاد ولی ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ماں کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو حلال اور حرام کی تعلیم دیں تاکہ بچے کو جیسے شعور آئے، تو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہونا شروع ہو جائے اور اسی طرح اللہ عزوجل کے نواہی سے اجتناب کرنے والا بن کر مستقبل میں ایک باعزت، باوقار، باادب بن جائے اور اسی طرح اسلام کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ تا قیامت ساری و جاری رہے۔

۴.　آداب سکھانا

چونکہ اولاد پر والدین کی زندگی کا گہرا اثر ہوتا ہے تو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ماں کی ذمہ داری یہ بھی ہوتی ہے کہ بچوں کو اسلامی آداب سے روشناس کرائے۔ چونکہ تربیت بچے کی ذہنی اور روحانی نشو و نما سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے تربیت میں سب سے زیادہ اہم چیز ادب ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ

---

[12] البقرۃ ۲:۲۳۳۔

[13] البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: ۵۲۰۰۔

[14] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، (بیروت: دار إحیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسیٰ البابی الحلبی)، الرقم: ۲۲۴۔

يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ»[15] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی شخص اگر اپنے بچے کو ادب سکھائے تو یہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ دینے سے بہتر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ»[16]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کی عزتِ نفس کا خیال رکھو، اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ[17] ہر بچے کی پیدائش فطرت سلیمہ پر ہوتی ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

۴.۱　کسی کے سامنے بچوں کے تذلیل نہ کرنا اور بُری صحبت سے بچانا

ماں کی ذمہ داری ہے کہ کسی کے سامنے بچوں کو برا بلا نہ کہیں کیونکہ بچوں پر ماں کے غلط رویہ کا بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں سرکشی، انحراف اور نافرمانی پیدا ہوگی۔ اسی طرح اس کا سب سے بڑا سبب بُری صحبت اور بد کردار ساتھی ہیں۔ یہ بات بھی مدِ نظر رکھی جائے کہ ضعیف العقیدہ بچہ بُری صحبت سے بہت جلد متاثر ہوتا ہے اس لئے والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کی دوستوں پر نظر رکھے اور ان کے لیے اچھے ساتھی تلاش کرے اور ضعیف و فاسدہ العقیدہ لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے اُسے بچا کر رکھے۔ تاکہ وہ مستقبل میں بُرے معاشرہ کے اثرات سے دور رہے۔

۴.۲　حرام وحلال کی تمیز کرانا

شریعت و قانون سازی کی حیثیت سے اجر و ثواب یا گناہ و عقاب کے اعتبار سے حلال و حرام کا تعلق اور ذمہ داری و حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کا اُس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کردہ اشیاء کا عقیدہ نہ رکھا جائے اور اُس کی رضا حاصل کرنے کی جستجو اور ناراضگی سے بچنے کا خوف نہ ہو۔ والدین کو عمومی طور پر اور ایک مسلم ماں کو خصوصی طور سے ایک چیلنجز یہ بھی ہے کہ اپنے بچوں کو حلال وحرام سے آگاہ کریں، کہ شریعت نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے منع ہو جائے اور جس امور کو اپنانے کی اجازت فرمادی ہے اُسے اختیار کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ ءَاتَاكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟[18]

اور جو رسول (ﷺ) تمہیں دے دے اُسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔

اِن اشیاء میں مردار کھانا، خون کی خرید و فروخت، تمام نشہ آور چیزیں، حرام کاروبار اور تجارتی معاملات، بینکوں کا سودی نظام، جوا اور اس کی تمام شکلیں، فحش لٹریچر اور فلمیں وغیرہ شامل ہیں۔ اور ان محرمات سے اس لیے اجتناب ضروری ہے کہ اس کا ارتکاب مسلمانوں کے آپس کے

---

[15] ترمذی، **سنن ترمذی**، الرقم: ۱۹۵۱۔

[16] ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، الرقم: ۳۶۷۱۔

[17] البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: ۱۳۸۵۔

[18] الحشر، ۵۹: ۰۷۔

چپقلش اور ناچاقی کا سبب بنتا ہے۔ اور اسی لیے قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے کہ : وَلَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ [19] ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

۴.۳. مادیت پرستی سے دور رکھنا

مادیت پرستی سے مراد دنیاوی عیش و عشرت سے محبت اور اُس کا غلبہ اور دین پر اُس کو ترجیح دینا ہے۔ مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات کی وجہ سے معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو چکا ہے اور انسان انفرادی واجتماعی طور پر احساسِ محرومی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے مطابق اوروں کی عزت وذلت اور چھوٹے یا بڑے ہونے کا ترازو تقویٰ کی بنیاد پر نہیں بلکہ مال و دولت کی کثرت و قلّت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اس انقلاب نے ہمیں قیمتی کتابوں سے دور کر کے سوشل سائیٹس سے نوازا، قرآن اور نمازیں چھین کر سیلفیوں کی بری عادت میں مبتلا کرا دیا، اور عدم برداشت، ذہنی بے سکونی، پریشانی اور احساس کمتری جیسے بے شمار تحفے بھی عنایت کر دیے۔ اس لیے ایک ماں کے لیے ضروری ہے کہ دنیاوی لالچ کے غلبہ سے اپنے بچوں کو بچا کر رکھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ [20] یہ دنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے کہ: ذَٰلِكَ مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسْنُ ٱلْمَـَٔابِ [21] یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں، اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

۵. گلوبل ولیج میں الیکٹرونک اور پرنٹ کے صحیح استعمال کا پہچان کرانا

دنیا کی برق رفتار ترقی کی وجہ سے انسانانِ عالم کا ایک دوسرے سے رابطہ و تعلق رکھنا اور ایک دوسرے کے احوال سے آگاہی حاصل کرنا اب آسان ہو گیا ہے اور ساری دنیا اب ایک عالمی گاؤں کا تصور پیش کرتی ہے جس سے گلوبل ولیج کے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب چونکہ نئی نسل کو مختلف قسم کے الیکٹرونک اشیاء کی ضرورت پیش آتی ہے اس لیے ان چیزوں کے صحیح استعمال کا پہچان کرانا اہم ذمہ داری ہے جس کے لیے ایک مسلم ماں کی از خود پہلے سے تعلیم یافتہ اور احوال شناس ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ نئی نسل کو ان اشیاء کی بُرائیوں سے بچانے کا بندوبست کر لیں اور معاشرہ جن اشیاء کی وجہ سے عدم توازن کا شکار ہو گیا ہے مزید اُن سے بچا جائے۔

۶. جدید فتنوں، مغرب کی یلغار اور چالوں سے آگاہی

مغرب میں وارد ہونے والے جدید فتنوں سے آگاہی ضروری ہے کیونکہ اُن کے بنائے گئے الیکٹرونک اشیاء سے ہماری نسل بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے۔ ان میں زیادہ تر غیر اسلامی کلچر کو نشر کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہماری نئی نسل پر ان کے منفی اثرات مرتب ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ایک مسلم ماں کو چاہیے کہ اپنے بچے سے باخبر رہے اور ان کی زندگی میں آنے ہر فتنہ کا حل شریعتِ اسلامی کی روشنی میں تلاش کرے۔

۷. اولاد کے درمیان انصاف کرنا

موجودہ دور میں مادیت پرستی اور دنیاداری کے غلبہ نے لوگوں سے احساسِ ادائیگیٔ حقوق کو چھین لیا ہے اور ناعاقبت اندیش والدین اکثر اِس عدمِ مساوات کے سبب بنتے ہیں اور اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ والدین اپنی حیات ہی میں اپنی جائیداد کی تقسیم ایک غلط اور ناانصافی کی بنیاد پر

---

[19] البقرۃ، ۲:۱۸۸۔

[20] الانعام، ۶:۳۲۔

[21] آل عمران، ۳:۱۴۔

کرتے ہیں اور مساوات کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ایک بچہ کو نوازا جاتا ہے اور دوسرے کو محروم رکھا جاتاہے جس سے اولاد کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے کدورتیں جنم لیتی ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں ایک مسلم ماں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر اُس کا شوہر ایسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اُس کو منع کرے اور اِس ناانصافی کی سزا سے آگاہ کرے جیسا کہ صحیح بخاری سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛

أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ»، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ [۲۲]

کہ میرے والد نے مجھے کچھ عطیہ دیا تو میری والدہ عمرہ بنتِ رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم رسول اکرم ﷺ کو اس پر گواہ نہ بناؤ، لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میں نے عمرہ بنتِ رواحہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والے اس بیٹے کو کچھ عطیہ دیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ عمرہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کے مطابق آپ کو اس پر گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ نے دریافت کیا: "آیا تو نے اپنی تمام اولاد کو اتنا ہی دیا ہے" اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کیا کرو۔" سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے (کہ یہ سن کر) میرے والد لوٹ آئے اور انہوں نے دی ہوئی چیز واپس لے لی۔

درج بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں کے درمیان ایسے امور میں عدل وانصاف جس طرح ایک باپ کے لیے لازم ہے تو اسی طرح ایک ماں کے لیے بھی عدل وانصاف کرنا لازم ہے تاکہ بچوں کے آپس میں نفرتیں اور عداوتیں نہ جنم لیں اور بندہ کی آخرت بھی برباد نہ ہو۔

۸. نکاح کا انتظام کرنا

موجودہ دور میں غیروں کی اتباع اور نقل نے امتِ مسلمہ کی اجتماعی اور خاندانی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ اور خاص کر پاک وہند میں مسلمانوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ایسے رسوم ورواج کا اپنایا ہوا ہے کہ جس سے اُن کے جوان بوڑھے ہو جاتے ہیں اور لڑکیوں کے بالوں میں چاشنی تو آجاتی ہیں لیکن رسوم کی بندھنوں سے نکل نہیں پاتے تاکہ اسلامی اصولوں کے مطابق اپنے بچوں کی سیدھی سادھی نکاح کرا سکیں، حالانکہ اولاد کے بالغ ہونے پر ان کی نکاح کا انتظام کرنا ایک امر مرغوب فیہ ہے اور قرآن کریم میں اِس کا حکم بھی ہے۔ اور احادیث نبویہ ﷺ اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ اصحاب عشرہ مبشرہ بالجنتہ میں سے بعض کی شادی آپ ﷺ کے غیر موجودگی میں ہو جاتی اور آپ ﷺ کو بعد میں پتہ چلتا تھا نہ نابلانے کا گلہ، اور اور نہ عدمِ شرکت کا شکوہ ہوتا تھا البتہ جہاں پر رہنمائی کی ضرورت ہوتی تھی بارگاہِ رسالت ﷺ سے اُس کی تاکید اور نشان دہی کی جاتی تھی۔ اس حدیث کے پیش نظر ایک مسلم ماں کے لیے بھی لازم ہے کہ جب اُس کا بیٹا یا بیٹی سنِ بلوغ کو پہنچ جائے تو سادگی کے ساتھ مناسب جگہ پر اُس کی شادی کرادیں تاکہ وہ بے راہ روی سے بروقت بچ سکیں۔

---

[۲۲] صحیح البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: ۲۵۸۷۔

۹. وراثت سے محروم نہ کرنا

بعض والدین اولاد سے ناراض ہو کر ساری مال وجائیداد کسی کے نام یا فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو محروم یا عاق کر دیتے ہیں۔اور بسا اوقات اپنی اولاد کو محتاج چھوڑ دیتے ہیں تو اسی کے تحت والدین کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو مال دار چھوڑے تا کہ کل وہ کسی اور کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں۔اور یہی تاکید ہمیں حدیث نبوی ﷺ میں ملتی ہے:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: «لَا» ثُمَّ قَالَ: «الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ- أَوْ كَثِيرٌ- إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ[۲۳]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا: حجۃ الوداع کے سال جب کہ میں ایک سنگین مرض میں مبتلا تھا، رسول اکرم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔میں نے عرض کیا: میری مرض شدید ہے اور میں ایک مالدار شخص ہوں مگر میری ایک بیٹی کے سوا کوئی اور وارث نہیں۔ کیا میں اپنے مال سے دو تہائی خیرات کر سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا اپنا آدھا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا: کیا ایک تہائی خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک تہائی خیرات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جانا آپ کے لیے اس سے بہتر ہے کہ انہیں فقیر اور تنگ دست چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

موجودہ صورتِ حال میں جہاں پر نفسا نفسی کا دور دورہ ہے اور ہر کسی کو اپنی پڑی ہے تو ایسے احوال میں ایک ماں کو چاہیے کہ اگر اُس کے پاس کچھ مال ہو تو عدل کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور اپنی زندگی میں حد سے زیادہ خرچ نہ کریں بلکہ اپنی اولاد کے لیے کچھ رکھ چھوڑیں تا کہ کل وہ کسی اور کے دستِ نگر نہ ہو۔اور دینِ اسلام کے مطابق اپنی آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

۱۰. بچوں کے اچھے مستقبل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا

جب ایک مسلم ماں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائے تب بھی وہ اچھے نتیجہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہوتی ہیں اس لیے ایک ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کے لیے اپنے ماتحت الاسباب وسائل کو بھی استعمال کریں لیکن اُس کے اچھے نتیجہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے دست بہ دعا ہو اور اُسی ذات کے سامنے اپنی کم مائیگی اور کوتاہی کا اعتراف کرتا رہے اور اپنے بچوں میں برکت کی دعا بھی کریں اور اُن کے اچھے مستقبل کے لیے ہر وقت اُس کی بارگاہ میں گڑگڑ کر دعائیں بھی کرتا رہیں۔

---

[۲۳] صحیح البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:۱۲۹۵۔

۱۱. نتائج و خلاصہ بحث

۱۔ زندگی کی برق ترقی کے ساتھ ایک مسلم ماں کو جہاں کافی ساری سہولتیں میسر ہیں وہیں پر مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے مقابلہ کے لیے لیس ہونا اُس کے لیے لازمی ہے۔

۲۔ سب سے زیادہ اثر بچہ ماں سے لیتا ہے لہٰذا ماں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر اخلاق حمیدہ پیدا کرے اور وقت کے تقاضوں کے سمجھ کر اُس کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کریں۔

۳۔ سادگی کامیابی کا راز ہے اس لیے ایک مسلم ماں لوگوں کی باتوں کو درخورِ اعتناء نہ سمجھیں اور خود اور اپنے بچوں میں سادگی کی خوبی پیدا ہونے کی کوشش کریں۔

۴۔ ایک مسلم ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں میں مزید کی بجائے حلال کی کمائی کی صفت پیدا کریں اور اُن میں قناعت پیدا ہونے کی تربیت کریں۔

۵۔ ایک مسلم ماں کو چاہیے کہ وہ غیروں کو نظر انداز کر کے اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور روشن مستقبل کے لیے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کی طرف پلٹ آجائیں۔ اس سے اُسے دنیا کے شرور اور آخرت کی رسوائی اور بچوں کی ناکامی سے بچاؤ ملے گا۔

۶۔ اپنے بچے کی روشن مستقبل کے لیے ایک مسلم ماں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود ہونا ضروری ہے تاکہ اُس کی مساعی میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور اُس کے بچوں کا مستقبل روشن اور کامیاب و کامران ہو۔

کتابیات

القرآن الکریم۔

ترمذی، محمد بن عیسی، **سنن ترمذی** (مصر: شرکۃ مکتبہ مصطفی البابی الحبی، ط ۲، ۱۳۹۵ھ)۔

البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۴۲ھ)۔

امام بیہقی، **شعب الایمان** (ریاض: کتبہ الرشد للنشر والتوزیع، ط ۱، ۱۴۲۳ھ)۔

ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، (بیروت: دار إحیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسیٰ البابی الحبی)۔